اور شکر گذار ہوئے۔ (تاریخ طبری، ج ۶، ص ۲۶۶)

حادثہ کربلا کا تعلق عقائد سے نہیں تاریخ سے ہے۔ عقیدہ کی بنیاد قرآن وسنت ہے، بعض لوگوں نے تاریخ کی بنیاد پر حضرت حسینؓ کی امامت کا عقیدہ گھڑ لیا ہے جو سراسر جہالت اور گمراہی ہے۔ تاریخ کی تمام کتابوں میں ہے کہ حضرت حسینؓ نے نہ تو اپنی بیعت کا مطالبہ کیا اور نہ ہی یزید کی خلافت کو کہیں غلط کہا۔ مدینہ، مکہ اور کربلا تک کسی ایک مقام پر آپ کے کسی خطبے میں یزید کے خلاف کوئی چارج شیٹ نہیں۔ آپ کے بیٹے زین العابدین حادثہ کربلا کے عینی شاہد ہیں اور اُن کی کوئی گواہی یزید کے خلاف نہیں۔ اسی طرح آپ کی بہن حضرت زینبؓ حادثہ کربلا کے بعد دمشق پہنچ کر شاہی مہمان خانہ میں عزت واحترام کے ساتھ ٹھہریں۔ وہ یزید کے حسن سلوک سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ بقیہ زندگی کے ایام وہیں گزارے اور دمشق میں ہی مدفون ہوئیں۔

خود حضرت حسینؓ کے طرز عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے بھی یزید کی ولی عہدی کی بیعت کر لی تھی یا اگر اختلاف تھا بھی تو اختلاف رائے کی حد تک تھا نہ کہ مخالفت کی حد تک۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر حضرت حسینؓ مقتول کیوں ہوئے اور ان کے قتل ناحق میں یزید کا کیا کردار ہے؟.....اگر بے لاگ انصاف کی نظر ڈالی جائے اور کم از کم شبہے کا فائدہ جو ہر ملزم کو دیا جاتا ہے یزید کو بھی دیا جائے تو اس کا کوئی کردار اس معاملے میں ثابت نہیں ہوتا اور اس کی سب سے کھلی اور سامنے کی دلیل خود حضرت حسینؓ کی آخری وقت کی یہ کوشش اور خواہش ہے کہ آپؓ کو یزید کے پاس پہنچ جانے کا موقع مل جائے! تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو، مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی (ابن مولانا محمد منظور نعمانی) کی معرکۃ الآرا کتاب ''واقعہ کربلا اور اُس کا پس منظر''، ناشر: الفرقان بک ڈپو۔ 31 نیا گاؤں مغربی (نظیر آباد) لکھنو نمبر 226018، انڈیا اور اسی موضوع پر مولانا عطاء اللہ بندیالوی صاحب کی کتاب ''واقعہ کربلا کی اصل حقیقت'' کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ یہ کتاب آپ کو مکتبہ جامعہ ضیاء العلوم، بلاک نمبر 29، سرگودھا سے مل سکتی ہے۔ از راہ کرم ان دو اہم تحقیقی کتب سے ضرور مستفید ہو کر اپنی اصلاح فرمائیں۔ جزاکم اللہ

یاد رہے کہ حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں منافقینِ کوفہ (جو اپنے آپ کو شیعانِ علیؓ کہلاتے ہیں یعنی علیؓ کے حامی وطرفدار) نے ان پر دباؤ ڈال کر اسلامی سلطنت کا دارالخلافہ مدینہ منورہ سے کوفہ منتقل کروایا تاکہ حضرت علیؓ کو اسلام کے مراکز مکہ ومدینہ سے دور کر کے انہیں اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کر سکیں اور اس کے نتیجہ میں جنگ جمل اور جنگ صفین واقع ہوئیں جن میں فریقین کے بے شمار لوگ انہی منافقین کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے ناحق قتل ہوئے اور خانہ جنگی کا یہ سلسلہ حضرت علیؓ کی شہادت تک جاری رہا۔ اس سے قبل کوفہ کے انہی سازشی لوگوں نے مختلف حیلوں بہانوں سے خلیفہ وقت حضرت عثمانؓ کو نہایت بے دردی سے شہید کیا اور خود بڑی مہارت سے حضرت علیؓ کی فوج میں گھس گئے تاکہ قاتلانِ عثمانؓ کا سراغ نہ مل سکے۔ قصاصِ عثمانؓ پر ہی اُمت میں باہمی غلط فہمیاں پیدا ہوئیں، جس کی وجہ سے مندرجہ بالا دو خونی جنگیں برپا ہوئیں، جن میں دونوں اطراف سے اَن گنت صحابہؓ شہید ہوئے۔ جن کے واحد ذمہ دار دشمنِ اسلام ابنِ سبا کی روحانی اولاد یعنی یہی منافقینِ کوفہ تھے۔ منافقین کے بارے میں قرآن پاک کا ارشاد ہے کہ وہ دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔ (سورۃ النساء، آیت ۱۴۵)۔ منافقین کے لیے کس قدر عبرت کا مقام ہے!

ابنِ سبا کے شیطانی منصوبے کی تکمیل میں شیعیت کے جراثیم زدہ شاعر نے یہ شعر کہہ کر سادہ لوح اہل سنت کو خوب گمراہ کیا ہے ؎

قتل حسینؓ دراصل مرگِ یزید ہے اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

یزید کی مخالفت کے پردے میں دراصل اصحاب رسولؐ سے عناد وعداوت کا اظہار ہے۔ جو لوگ اصحاب رسولؐ کے بارے میں دل صاف نہیں رکھتے اور نہ ہی اُن کی شان میں گستاخی کرنے کی جرأت رکھتے ہیں وہ یزید کے راستے یا چور دروازے سے اپنے دل کا بخار نکالتے ہیں اس طرح یہ لوگ یزید سے نہیں اصحاب رسولؐ سے بغض وعناد رکھتے ہیں۔

واقعہ کربلا بھی اسلام اور کفر یا حق وباطل کا معرکہ نہ تھا۔ ورنہ تمام کے تمام صحابہؓ حضرت حسینؓ کے ساتھ ہوتے۔ اس کے برعکس اکابر صحابہؓ جو کہ مکہ اور مدینہ میں موجود تھے، انہوں نے حضرت حسینؓ کو کوفہ والوں کی دعوت پر وہاں جانے سے روکا کہ وہ لوگ (نام نہاد شیعان علیؓ) سازشی اور غدار ہیں، انہوں نے آپ کے والد حضرت علیؓ اور بڑے بھائی حضرت حسنؓ کے ساتھ دھوکہ کیا اور آپ سے بھی ایسا معاملہ کرنے سے باز نہیں آئیں گے۔ آگے جا کر وہی ہوا، جس کے بارے میں اُن کو اکابر صحابہؓ نے خبردار کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں حضرت حسینؓ پر ہوں (آمین) سبائی سازش کامیاب ہوگئی، حسینؓ شہید ہو کر سرخرو ہوئے کیونکہ ؎

شہادت ہے مقصود ومطلوب مومن نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

حضرت حسینؓ کی اصل مظلومیت یہ ہے کہ اِن کے قاتل ہی اِن کے سب سے بڑے دوست اور ان کے غم میں آنسو بہانے والے بن بیٹھے، اور اس طرح اُنہوں نے اپنے جرم پر پردہ ڈالنے کے ساتھ ساتھ حضرت حسینؓ کی شہادت کے اصلی اسباب ومحرکات کو او جھل کر دیا، اب اگر صحابہؓ کے دفاع سے یزید کی صفائی بیان ہوتی ہے تو اس سے حضرت حسینؓ کی عظمت پر کوئی حرف نہیں آتا کیونکہ حضرت حسینؓ نے جن حالات میں اور جن خبروں کی بنیاد پر جو اقدام کیا وہ برحق تھا، اور ایک مجتہد ہونے کے ناطے سے اُن کے لیے اس کے علاوہ کوئی دوسرا اقدام کرنا جائز بھی نہ تھا۔

یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ حُبِ حسینؓ کے قابل احترام پردہ میں شیعیت پنہاں ہے کہ "واقعہ کربلا کو عام طور پر ہم سُنیوں کے ہاں بھی ہر سال اس تصور کے ماتحت ایک معرکہ حق وباطل یاد کیا جاتا ہے کہ ایک فاسق وفاجر نے اسلامی تختِ خلافت پر قبضہ کر لیا تھا، جس سے اسے آزاد کرانے کی خاطر حضرت حسینؓ نے تلوار اٹھانے کی ٹھانی"۔ حالانکہ ان کا مدعا اصلاح احوال تھا نہ کہ خروج۔ صحابہ کرامؓ نے حضرت حسینؓ کے موقف سے شرعاً اختلاف کیا، اس لئے نہیں کہ وہ خدانخواستہ اسلام کے بہی خواہ نہ تھے بلکہ دین کے ان وفادار وجانثار خادموں کی نگاہ میں حقائق وہ نہیں تھے جو حضرت حسینؓ کو بذریعہ سردارانِ منافقین کوفہ بتائے گئے تھے، اس لیے اصل صورت حال سے مطلع ہو کر حضرت حسینؓ کا تین شرائط پیش کرنا {یعنی (۱) واپس جانے دیا جائے (۲) یزید کے پاس چلا جانے دیا جائے یا لے چلا جائے کہ آپؓ یزید کی خلافت وحکومت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہو گئے تھے (۳) کسی مملکت کی سرحد پر بھیج دیا جائے جہاں آپ مقیم ہو جائیں اور جہادی مہمات میں حصہ لے کر عمر گزاریں} کا صاف مطلب یہ ہے وہ اپنے اقدام کو کفر واسلام کے معرکہ کی حیثیت نہیں دے رہے تھے بلکہ اب وہ اس غلط فہمی سے نکل آئے تھے جس میں مبتلا کئے گئے تھے ورنہ کفر کے مقابل میں اسلام کے حق میں اٹھایا ہوا قدم واپس لینے کے کیا معنیٰ؟